مزاح کے کلیدی عناصر

ڈاکٹر تنویر حسین

Dr. Tanveer Hussain

Department of Urdu,

Lahore Garrison University, Lahore.

Abstract:

In this article, the word 'Humour' has been defined. This word has been explained in different dictionaries in a different way. The light has also been shed on the word 'Humour' as literary term. The main purpose of this article is to make the readers or student scholars familiar with this literary term and its main elements i.e., The elements which make the things funny and amusing. The different elements of 'Humour'are similarities and contradictions, 'pun', 'wit', and 'humorous situations', 'funny character' and 'parody'. These main elements are explained with examples.

مزاح کے لُغوی معنی ہنسی مذاق اور خوش طبعی کے ہیں۔ ''فرہنگِ آصفیہ'' میں مزاح کے یہ معنی درج ہیں: ''خوش طبعی، ہنسی، ٹھٹّا، ظرافت، مذاق ، چہل۔''(۱) ''جامع اللغات کے مطابق مزاح کا مفہوم: ''مذاق، ہنسی، ٹھٹھا، خوش طبعی، چہل، ظرافت (کرنا ہونا کے ساتھ) ہے۔''(۲) قدیم لغات میں لطیفہ، فقرہ، شوخی، پھکڑ، ہزل، پھبتی، جُگت، دل لگی اور تمسخر کو مزاح ہی کے معنوں میں درج کیا گیا ہے۔ انگریزی لغت میں لفظ Humour کی وضاحت یوں کی گئی ہے:

"(1)The quality in something that makes it funny or amusing the ability to laugh at things that are amusing: (2) the state of your feeling mind at a particular time: to be in the best humours (3)(Old use) one of the four liquids were thought in the past to be in person's body to influence health and character."(3)

لفظ 'humour' پر غور کریں تو یہ لاطینی لفظ 'humere' سے ہے جس کا مفہوم ہے مرطوب ہونا۔ یہاں طبیبوں کی بات آ جاتی ہے کہ قرونِ وسطیٰ کے حکما اور مشرقی طبیب انسانی جسم میں پائی جانے والی چار طرح کی رطوبات اور چار طرح کی طبیعتوں اور مزاجوں کا تذکرہ کرتے رہے ہیں۔ حکیم عموماً مرض کی تشخیص کرتے ہوئے مزاجوں سودائی، صفراوی، بلغمی اور دموی کی

نشان دہی بھی کرتے ہیں اور پھر اس کے مطابق دوا تجویز کرتے ہیں۔ غالبؔ کا مشہور مصرع ہے:

اس بلغمی مزاج کو گرمی ہی راس ہے

آخر لفظ 'Humour' بہتا بہاتا ظرافت یا خندہ آور باتوں کے لیے مختص ہو گیا۔ اگر ذہن میں یہ سوال اُبھرے کہ یہ لفظ 'Humour' ہنسی مزاح اور خوش طبعی کے معنوں میں کیوں استعمال ہونے لگا تو اس کا جواب دینے کے لیے ہمیں اس دور تک جانا ہوگا جب انسان اپنے خیالات کے اظہار کے لیے اشارات و حرکات و سکنات، تصویروں اور اینٹوں اور پتھروں پر کندہ نقوش جیسے ناقص ذرائع کا سہارا لیا کرتا تھا۔ پھر انسان نے اپنے منہ سے نکلنے والی بے شمار آوازوں سے الفاظ بنائے جو خاص خاص مفاہیم و معانی میں استعمال ہونے لگے۔ ساختیات کے حوالے سے تو الفاظ نشانات کا نظام ہے اور الفاظ و معانی کا رشتہ روایتی اور خود ساختہ ہے۔ پھر الفاظ کا سفر ایک زبان سے دوسری زبانوں تک جاری رہتا ہے۔ مذکورہ لفظ 'Humour' لاطینی سے انگریزی میں آیا۔ مزاح عربی زبان کا لفظ ہے اور اُردو میں مروّج ہے۔

مزاح کے عناصر بیان کرنے سے پہلے ہم دیکھتے ہیں کہ کسی مُضحک شے میں ہنسانے والا عُنصر کون سا ہوتا ہے۔ ہنسی تو کسی کی ہیئت کذائی سے بھی جنم لیتی ہے۔ بچے اس قسم کی حرکتیں کرتے ہیں کہ بے اختیار ہنسی آ جاتی ہے۔ بعض لوگوں کا فربہ پن ہنسی کا سامان پیدا کرتا ہے۔ بعض لڑکوں کے ہیئر اسٹائل پر بے ساختہ ہنسی آ جاتی ہے۔ بعض لوگوں کی چال ایسی ہوتی ہے کہ دیکھنے والا ہنس پڑتا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اس طرح کے اور بہت سے مواقع پر ہنسی کی وجہ کیا ہوتی ہے؟ اس ضمن میں پطرس بخاری رقم طراز ہیں:

> ’’ممکن ہے کہ بعض اوقات ہمیں ایک جانور کو دیکھ کر بے اختیار ہنسی آ جائے لیکن اُس کی وجہ صرف یہی ہوتی ہے کہ ہماری نگاہ کو اُس جانور کی ہستی میں کوئی انسانوں کا سا انداز یا انسانوں کی سی حرکت محسوس ہو جاتی ہے جو سامانِ تضحیک بن جاتی ہے۔ ممکن ہے کہ بعض اوقات آپ ایک لمبوتری نوک دار کاغذی ٹوپی کو دیکھ کر ہنس پڑیں لیکن اس میں جو چیز مُضحک ہے وہ اس ٹوپی کا کاغذ نہیں۔ وجہ خندہ اس ٹوپی کی شکل ہے۔ وہ شکل جس کو یوں معرضِ ظہور میں لانے کا باعث کوئی انسانی ہاتھ ہی ہے۔ یعنی مُضحک انگیز ٹوپی کی وضع قطع ہے، جو اس وجہ سے مضحکہ انگیز ہے کہ وہ کسی انسانی دماغ کے ایک۔۔۔ وُمُضحک خیال کی ترجمان ہے۔ یہ تعجب کی بات ہے کہ ایسا اہم اور بین نکتہ علما کی تفتیش سے اس قدر مامون رہا ہے کہ اکثر لوگ انسان کو ’’حیوانِ ضاحک‘‘ بلکہ ’’حیوانِ مُضحک‘‘ بھی کہتے ہیں۔ اگر کوئی اور حیوان یا کوئی بے جان چیز کبھی ہنسی کا باعث ہوتی ہے تو یہ ہمیشہ دیکھا گیا ہے کہ عُنصر مُضحک یا کوئی انسانی مشابہت ہوتا ہے یا صنعتِ انسانی کا کوئی نقش یا پھر مضحکہ وہ کام ہوتا ہے جو کوئی انسان اس چیز سے لے رہا ہو۔‘‘(۴)

مختلف ادوار میں مزاح کے فلسفہ کے حوالے سے مختلف فلاسفروں نے اپنے اپنے نظریات پیش کیے ہیں۔ ڈاکٹر وزیر آغا نے اپنی کتاب ’’اُردو ادب میں طنز و مزاح‘‘ میں مزاح کے حوالے سے ارسطو، تھامس ہابز، امانوئیل کانٹ (جرمن فلاسفر) اور ایسٹ مین کے نظریات کے حوالے سے بحث کی ہے۔ انھوں نے ارسطو کے حوالے سے لکھا ہے کہ ہنسی کسی ایسی کمی یا بدصورتی

کو دیکھ کر آتی ہے جو دردانگیز نہ ہو۔ ہابز کہتا ہے کہ ہنسی دوسروں کی کمزوریوں اور خامیوں کو دیکھتے ہوئے احساسِ برتری اور جذبۂ افتخار کے تحت پیدا ہوتی ہے۔ کانٹ کا نظریہ ہے کہ ہنسی کا کنول اس وقت کھِلتا ہے جب کسی چیز کی توقع ہو اور اس توقع کی تکمیل ہوتے ہوتے رہ جائے۔ اسی نظریے کا حامی شوپنہار کہتا ہے کہ تخیل اور حقیقت کے مابین پائی جانے والی ناہمواری کو یکا یک محسوس کرنے سے ہنسی کا گلاب کھِل اُٹھتا ہے۔(۵)

آیئے دیکھتے ہیں کہ ڈاکٹر وزیر آغا نے ایسٹ مین کی کتاب "Enjoyment of Laughter" کے حوالے سے ہنسنے ہنسانے کے فلسفے پر کس طرح روشنی ڈالی ہے:

> ''میکس ایسٹ مین نے ارسطو اور کانٹ کے ان بظاہر متضاد نظریات کی ایک بڑے اچھوتے انداز سے توضیح کی تھی اور بتایا تھا کہ یہ دونوں نظریے اپنی اپنی جگہ ہنسی کو سمجھنے میں ہمارے معاون ہیں۔ ایسٹ مین نے لکھا تھا کہ بچے کو ہنسانے کے دو آسان طریقے ہیں۔ پہلا تو یہ کہ آپ ہنسیں اور جب بچہ آپ کی طرف متوجہ ہو جائے تو اپنے چہرے کے خطوط کو یوں سکیڑیں کہ آپ کی صورت خوف ناک دکھائی دے۔ اس پر بچہ ہنس دے گا۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ آپ اپنے ہاتھ میں کوئی ایسی چیز پکڑ کر بچے کے قریب لے جائیں جسے وہ پسند کرتا ہو اور جب بچہ ہاتھ بڑھا کر اسے پکڑنے لگے تو مسکرا کر اپنا ہاتھ کھینچ لیں۔ بچہ اسے زندگی کا سب سے بڑا لطیفہ قرار دے گا، ایسٹ مین کی رائے میں بچے کو محظوظ کرنے کے دونوں طریقے ارسطو اور کانٹ کے نظریات سے شاید مماثلت رکھتے ہیں۔ چناں چہ ارسطو کا نظریہ کہ ہنسی کسی ایسی کمی یا بدصورتی سے جنم لیتی ہے جو دردانگیز نہ ہو۔ اس چہرے کی طرح ہے جس کے خطوط کو مُسکرا کر خوفناک بنا لیا جائے اور کانٹ کا نظریہ کہ ہنسی توقع پیدا ہونے اور پھر اچانک ختم ہو جانے سے نمودار ہوتی ہے۔ اس ہاتھ کی طرح ہے جو کسی شے کو تھامنے کے لیے بڑھے اور پھر دیکھے کہ وہ شے وہاں نہیں ہے۔ دیکھا جائے تو سرکس کا مسخرہ بھی ان دونوں طریقوں ہی سے سامعین کو ہنسانے میں کامیاب ہوتا ہے۔ وہ پہلے تو اپنے چہرے پر سفید اور سرخ رنگ مل کر اور ایک بے ہودہ سا لباس پہن کر آتا ہے اور جب کوئی شہ زور کسی وزنی شے کو اٹھانے کا مظاہرہ کر چکتا ہے تو وہ مسخرہ بڑے اہتمام سے اُسی شے کو اُٹھانے کے لیے آگے بڑھتا ہے اور پھر اچانک اُسے ہاتھ لگا کر پیچھے ہٹ آتا ہے اور لوگ مارے ہنسی کے بے حال ہو جاتے ہیں۔''(۶)

اب ان کلیدی عناصر پر نظر ڈالتے ہیں جن کے ذریعے مزاح معرضِ وجود میں آتا ہے۔ ۱۔ مشابہت و تضاد۔ ۲۔ لفظی بازی گری اور رعایتِ لفظی۔ ۳۔ بذلہ سنجی۔ ۴۔ مزاحیہ صورت حال یا مزاحیہ صورتِ واقعہ۔ ۵۔ مزاحیہ کردار۔ ۶۔ پیروڈی/ تحریف

مشابہت اور تضاد:

جب مزاح نگار دو ایسی چیزوں کے درمیان مشابہت و مماثلت دکھاتا ہے جو ایک دوسرے کی ضد ہوں تو ہنسی کو تحریک

ملتی ہے۔ پطرس بخاری نے اپنے مضمون ''کُتے'' میں مشاعروں میں مچنے والی ہڑبونگ اور گلی محلوں میں وقت بے وقت اُٹھنے والی آوازِ سگاں کے درمیان مشابہت و مماثلت ظاہر کرتے ہوئے مزاح پیدا کیا ہے۔ اقتباس دیکھیے:

> ''کل ہی کی بات ہے کہ رات کے کوئی گیارہ بجے ایک کتے کی طبیعت جو ذرا گدگدائی تو انھوں نے باہر سڑک پر آ کر طرح کا ایک مصرعہ دے دیا۔ ایک آدھ منٹ کے بعد سامنے کے بنگلے میں سے ایک کتے نے مطلع عرض کر دیا۔ اب جناب ایک کہنہ مشق استاد کو غصّہ آیا۔ ایک حلوائی کے چولہے سے باہر لپکے اور بھنا کے پوری غزل مقطع تک کہہ گئے۔ اس پر شمال مشرق کی طرف سے ایک قدر شناس کتے نے زوروں کی داد دی۔ اب تو حضرت وہ مشاعرہ گرم ہوا کہ کچھ نہ پوچھیے۔ کم بخت بعض تو دو غزلے سہ غزلے لکھ لائے تھے، کئی ایک نے فی البدیہہ قصیدے کے قصیدے پڑھ ڈالے۔''(۷)

لفظی بازی گری اور رعایتِ لفظی:

مزاح پیدا کرنے کا ایک طریقہ لفظی بازی گری ہے۔ اس میں تکرار بھی شامل ہے۔ البتہ مزاح پیدا کرنے کا ایک قدیم طریقہ رعایتِ لفظی (PUN) ہے۔ 'PUN' کی تعریف ملاحظہ کیجیے:

> "The clever and humourous use of a word that has more than one meaning, or of words that have different meanings but sound the same."(8)

مراد یہ کہ ایک لفظ کے دو مطالب یا ایسے الفاظ جن کے معانی مختلف ہوں لیکن ان کی آواز ایک جیسی ہو۔

اُردو لغت میں رعایتِ لفظی سے مراد ایسے الفاظ جو دوسرے الفاظ کی مناسبت سے لائے جاتے ہیں۔ رعایتِ لفظی بھی دو اشیا کے مابین ضد اور مماثلت کو اُبھارتی ہے۔ اکبرالہ آبادی کا مشہور شعر رعایتِ لفظی کی مثال ہے:

عاشقی کا ہو بُرا ، اُس نے بگاڑے سارے کام
ہم تو اے۔بی میں رہے ، اغیار بی۔اے ہو گئے

اس شعر میں اے۔بی اور بی۔اے کے درمیان معنی کے حوالے سے بُعد المشرقین ہے۔ ہنسی کی قوسِ قزح مشابہت و تضاد کی بنا پر نمودار ہوتی ہے۔

خلیل کا یہ شعر پلنگ اور چیتے کے ہم معنی اور ایک دوسرے کی ضد ہونے سے خندہ آور ہو گیا ہے:

وصل کی شب پلنگ کے اوپر
مثل چیتے کے وہ مچلتے

بذلہ سنجی:

اُردو لغت میں بذلہ سنجی سے مراد خوش طبعی، ظرافت، نفیس بات چیت اور لطیفہ گوئی ہے۔ انگریزی میں بذلہ سنجی کے لیے لفظ 'Wit' استعمال ہوتا ہے۔ انگریزی لغت میں 'Wit' کے معنی یوں درج کیے گئے ہیں:

"(1)The ability to say or write things that are both clever and amusing. (2)A person who has the ability to say or write things that are both clever and amusing.(3)Your ability to think quickly and clearly and to make good decisions."(9)

افسانہ نگار و ناول نگار سلطان حیدر جوش کے ایک ڈرامے ''حرام و حلال یا کرم و سکرم'' کا ایک کردار اپنی حاضر جوابی اور بذلہ سنجی سے مزاح پیدا کرتا ہے:

''سکینہ: رائے بہادر کا نوکر بھی نوکر بہادر ہوتا ہے۔
بخاری: اکیلے نوکر بہادر سے کام نہیں چلے گا بلکہ خان بہادر کا پھر نوکر بہادر ہونا چاہیے اور رائے بہادر کا نوکر پہلے چاکر صاحب پھر چاکر بہادر ہونا چاہیے اور صاحب بہادر کا نوکر پہلے چھوکرا صاحب پھر چھوکرا بہادر ہونا چاہیے۔''(۱۰)

یہ لطیفہ ملاحظہ کیجیے:

''گورنر کو پاگل خانہ کا معائنہ کرنا تھا چناں چہ پاگل خانہ میں بڑے انتظامات کیے جا رہے تھے۔ ایک پاگل نے جو دیر سے کھڑا تھا یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ ایک آفیسر نے پوچھا:
پاگل: کیوں جی! کون آ رہا ہے؟
آفیسر: گورنر
پاگل: کوئی بات نہیں، ٹھیک ہو جائے گا۔ میں جب آیا تھا تو وائسرائے تھا!
یہاں تصورات کے دو میدان موجود ہیں۔ گورنر کی پاگل خانے میں آمد برائے ملاحظہ اور گورنر کی پاگل خانے میں آمد بطور پاگل۔ چناں چہ جب ان دو تصورات کا ٹکراؤ ہوتا ہے اور ہم پاگل کے یہ الفاظ پڑھتے ہیں کہ وہ بھی شروع شروع میں خود کو وائسرائے سمجھتا تھا تو ہنسی کا ایک شرارہ پیدا ہوتا ہے۔''(۱۱)

اکبر کا یہ شعر دیکھیے، جس سے خوش طبعی، جودتِ طبع اور فطانت کی چمک پیدا ہو رہی ہے:

رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جا جا کے تھانے میں
کہ اکبرؔ نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں

مزاحیہ صورتِ حال یا صورتِ واقعہ:

مزاح نگار مزاحیہ صورتِ حال یا صورتِ واقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مزاح پیدا کرتا ہے۔ کبھی کسی کردار کو مزاحیہ صورتِ حال سے گزرنا پڑتا ہے یا کوئی ایسا موقع بن جاتا ہے کہ مزاحیہ رنگ غالب آ جاتا ہے۔ پطرس بخاری کے مضمون کے اس اقتباس پر نظر ڈالیے:

''اس قدر تیز رفتاری بائیسکل کی طبع نازک پر گراں گزری، چناں چہ اس میں یک لخت دو

تبدیلیاں واقع ہوگئیں۔ ایک تو ہینڈل ایک طرف کو مُڑ گیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ میں جا تو سامنے کو رہا تھا لیکن میرا جسم دائیں طرف کو مُڑا ہوا تھا۔ اس کے علاوہ بائیسکل کی گدی دفعتاً چھ انچ کے قریب نیچے بیٹھ گئی۔ چناں چہ جب ہینڈل چلانے کے لیے میں ٹانگیں اوپر نیچے کر رہا تھا تو میرے گھٹنے میری ٹھوڑی تک پہنچ جاتے تھے۔ کمر دہری ہو کر باہر کو نکلی ہوئی تھی اور ساتھ ہی اگلے پہیے کی اٹکھیلیوں کی وجہ سے سر برابر جھٹکے کھا رہا تھا۔'' (۱۲)

مزاحیہ کردار:

مزاح نگار بعض اوقات اپنی تخلیقات میں ایسے کردار پینٹ کرتا ہے کہ ان کرداروں کی احمقانہ اور اُلٹی سیدھی حرکات و سکنات قاری کے ہونٹوں کو اپنی جگہ سے ہٹا دیتی ہیں۔

اَودھ پنچ کے صحافی، ناول نگار اور مزاح نگار منشی سجاد حسین (۱۸۵۶ء۔۱۹۱۵ء) کے کردار حاجی بغلول کی زود رنجیاں، حماقتیں اور مضحکہ خیز حرکات باعثِ مزاح بنتی ہیں۔

سرشار (فسانۂ آزاد) کا معروف ترین کردار خوجی ہے۔ خوجی کی نفسیات میں شامل ہے کہ وہ خود کو ہر فن مولا، دوسروں سے برتر، بہادر اور حسین ترین سمجھتا ہے۔ خود نحیف و نزار ہے لیکن خود کو رستم سمجھتے ہوئے ہر کسی کو دعوتِ مبارزت دیتا نظر آتا ہے۔ خوجی کی انھی حرکات سے مزاح کی قندیلیں روشن ہوتی ہیں۔ یہ اقتباسات دیکھیے:

''قد کوئی آدھ گز کا، ہاتھ پاؤں دو دو ماشے کے، ہوا ذرا تیز چلے تو پتا ہو جائیں۔ کنی لگانے کی ضرورت پڑے مگر بات بات پر تیکھے ہوئے جاتے ہیں۔ کسی نے ذرا ترچھی نظر سے دیکھا اور حضرت نے قرولی سیدھی کی۔''

''خدا جانے میری صورت میں کون سی بات ہے جو کم سن، گلبدن، مجمل عذرا ایک نظر مجھے دیکھ لیتی ہے۔ ریجھ جاتی ہے اور دل و جان سے کوشش کرتی ہے کہ یہ گھبرو گرانڈیل جوان ہمارا میاں بنے۔''

اسی طرح امتیاز علی تاج نے 'چچا چھکن' کا کردار تخلیق کیا۔ چچا چھکن اس لیے اُردو ادب کا مکمل کردار کہلاتا ہے کہ فطری ناہمواریوں کی بدولت مضحکہ خیز واقعات کو تحریک دیتا ہے۔ ایم اسلم کا مزاحیہ کردار 'مرزا جی' تخلیق کیا۔ بہرحال اس کردار میں 'حاجی بغلول' یا 'خوجی' کا سا تسلسل مفقود ہے۔'' (۱۳)

دیگر مزاح نگاروں نے بھی مزاحیہ کردار گھڑے ہیں لیکن ان میں مکمل مزاحیہ کردار جیسی خوبیاں نہ آنے پائیں۔ ان مزاح نگاروں کے ہاں مزاحیہ کردار بطور مہمان تشریف لاتے ہیں اور چند جملوں اور باتوں کے بعد غائب ہو جاتے ہیں۔

تحریف یا پیروڈی:

سنجیدہ نظم و نثر کی مُضحک نقالی کو اصطلاحِ ادبیات میں تحریف کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ تحریف بھی مزاح کا کلیدی عُنصر ہے۔ انگریزی لغت کے مطابق "PARODY" کا مفہوم ملاحظہ کیجیے:

"A piece of writing, music, acting, etc., that deliberately copies the style of sb/something in order to be amusing (2) something that is such a bad or an unfair example of something that it seems riciculous something to copy the style of sb/something in an exaggerated way, especially in order to make people laugh."**(14)**

یعنی کسی کے اسلوب اور طرزِ نگارش کو بدلتے ہوئے اس کی اصل سنجیدگی میں سے تفریح و تفنن کو اجاگر کیا جائے۔ مزاح نگار تحریف سے بھی مزاح پیدا کرتا ہے۔ فرخ سیر نے جب تخت سنبھالا تو اس کے کسی درباری شاعر نے سکہ کہا:

سکہ زد از فضلِ حق بر سیم و زر
بادشاہِ بحر و برّ فرخ سیر

جعفر زٹلی نے اس 'سکے' (شعر) کی تحریف کی:

سکہ زد بر گندم و موٹھ و مٹر
بادشاہِ تسمہ کش فرخ سیر

مرزا غالبؔ کا مشہور شعر ہے:

کہوں کس سے میں کہ کیا ہے شبِ غم بُری بلا ہے
مجھے کیا بُرا تھا مرنا ، اگر ایک بار ہوتا

تحریف:

کہوں تجھ سے میں کہ کیا ہے سگِ راہ بُری بلا ہے
مجھے کیا بُرا تھا مرنا ، اگر ایک بار ہوتا
(پطرس بخاری)

صادق قریشی کی نظم ہے:

میں نے اِک تصویر بنائی
نیچے لکھا نام کسی کا
سلمیٰ

تحریف:

میں نے اِک دن کھیر پکائی
اس کی خوش بُو پا کر آیا
کُتا

راقم الحروف کی یہ تحریف دیکھیے:

محلِ وقوع

''اگر ہم ناشتے کے بعد ایشیا کے نقشے کا مطالعہ کریں تو اس کے جنوبی علاقے میں پاکستان مزے سے واقع ہے۔ جُغرافیائی اصطلاح میں پاکستان ۳۰،۳۰۔۳۶۴۵ شمالی عرض بلد اور ۳۱۔۵۔۷۔۶۱ طول بلد کے درمیان معانقے کے لیے تیار کھڑا ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ پاکستان مذکورہ بالاعرض بلد اور طول بلد کے درمیان اللہ کے سہارے سے کھڑا ہے۔ پاکستانی لوگ کبھی نا امید نہیں ہوتے اور اگر کبھی ہوں بھی تو فوراً اُمّید کا چراغ جلا لیتے ہیں۔ اس کے رقبے میں گاجروں اور مولیوں کے مربعے ہیں اور آبادی ہر لحظہ بڑھ رہی ہے۔ گاجروں سے 'گجریلا' اور مولی سے 'مولی کا نمک' فوراً بنا لیتے ہیں۔'' (۱۵)

مزاح کے مذکورہ عناصر کے علاوہ اور بھی بہت سے حربے ہیں جن کے وسیلے سے مزاح پیدا ہوتا ہے۔ یہاں صرف مزاح کے کلیدی عناصر کے حوالے سے بحث کرنا مقصود تھا، اس لیے اس مقالے کو انھی عناصر سے تمام کرنا پڑا۔

حوالہ جات

۱۔ احمد دہلوی، سید، مولوی، فرہنگ آصفیہ، جلد چہارم، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ۲۰۱۱ء، ص: ۳۳۹

۲۔ عبدالمجید، خواجہ، جامع اللغات، جلد دوم، لاہور: اردو سائنس بورڈ، ص: ۱۸۱۹

3. Oxford Advanced Learner's Dictionary, Oxford University Press, 9th Edition, 2015, P-769

۴۔ پطرس بخاری، احمد شاہ، سید، کلیاتِ پطرس، لاہور: خزینۂ علم وادب، ۲۰۰۶ء، ص: ۲۱۶

۵۔ وزیر آغا، ڈاکٹر، اُردو ادب میں طنز و مزاح، لاہور: مکتبۂ عالیہ، ۱۹۹۹ء، ص: ۲۹

۶۔ ایضاً، ص: ۳۱۔۳۰

۷۔ پطرس بخاری، احمد شاہ، سید، کلیاتِ پطرس، ص: ۴۹

8. Oxford Advanced Learner's Dictionary, Oxford University Press, 9th Edition, 2015, P-1246

9. Ibid, P-1792

۱۰۔ رؤف پاریکھ، ڈاکٹر، اُردو نثر میں مزاح نگاری کا سیاسی وسماجی پس منظر، کراچی: انجمن ترقی اُردو پاکستان، ۲۰۱۲ء، ص: ۲۷۲

۱۱۔ وزیر آغا، ڈاکٹر، اُردو ادب میں طنز و مزاح، ص:

۱۲۔ پطرس بخاری، احمد شاہ، سید، کلیاتِ پطرس، ص: ۱۰۱

۱۳۔ وزیر آغا، ڈاکٹر، اُردو ادب میں طنز و مزاح، ص: ۲۵۹

14. Oxford Advanced Learner's Dictionary, Oxford University Press, 9th Edition, 2015, P-1120

۱۵۔ تنویر حسین، ڈاکٹر، خوش آمدید، لاہور: مقبول اکیڈمی، س ن، ص: ۸۲